ساعتے با ولی کامل

مولانا غلام مصطفیٰ رفیق

نیک لوگوں کی رفاقت، ان کی مجالس میں شرکت اور زیارت بڑی تاثیر رکھتی ہے، مجاہدات اور ریاضتوں سے بھی بسا اوقات وہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا جو بزرگانِ دین کی صحبت سے ملتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقام کو کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا، اگرچہ ساری زندگی مجاہدہ کرتے ہوئے موت کی آغوش میں چلا جائے، اس لیے کہ جو صحبت نبوی صحابہؓ کو میسر تھی' وہ بعد والوں کو کہاں حاصل؟! اسی حقیقت کو عارف باللہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا ہے:

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

نیک لوگوں کی صحبت کیمیا کا اثر رکھتی ہے اور یہ صحبت خاک کو کندن بنا دیتی ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے کہ:

''اہل اللہ اور خاصانِ حق کی صحبت میں، ان کی دعا میں، ان کی نصیحت میں، سب میں نور اور برکت ہوتی ہے۔''

اسی لیے اسلاف ہمیشہ اپنے مواعظ ونصائح میں نیک لوگوں کی صحبت اور ان سے تعلق قائم کرنے کی ضرورت بیان فرماتے رہے ہیں۔ عارف باللہ مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''بزرگوں کے پاس آیئے جایئے، ان کی صحبتوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ابلیس کے تمام مکر وکید کو ختم کر دیتا ہے، کیونکہ اہل اللہ اسمِ ہادی کے مظہر ہیں، اسمِ ہادی کی تجلی ان پر ہوتی ہے، ان کے پاس بیٹھنے والوں پر بھی وہ تجلی پڑ جاتی ہے جس سے ان کو ہدایت ہوجاتی ہے۔ اور ابلیس اللہ تعالیٰ کے اسم مضل کا مظہر ہے، گمراہ کرنے کی طاقت کا ظہور اس پر ہوتا ہے، لہٰذا گمراہ لوگوں سے بھاگئے اور اللہ کے خاص بندوں کی صحبت میں رہیے جو بزرگانِ دین کے صحبت یافتہ ہیں۔ اسم مضل کے مقابلہ میں اسم ہادی کے سائے میں آجایئے۔'' (بدگمانی اور اس کا علاج، ص:۱۱، ط: کتب خانہ مظہری)

ہزارہ کی سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی شادابیوں سے نوازا ہے، کسی زمانے میں یہ سرزمین مجاہدین اسلام کی سرگرمیوں کا مرکز رہی ہے، جس کی تفصیل مولانا سید علی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تاریخ دعوت وعزیمت جلد ششم میں ذکر کی ہے۔ بڑے بڑے جبال العلم علماء وصلحاء اور اتقیاء اس سرزمین سے تعلق رکھتے تھے، جن میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، خطیب اسلام مولانا محمد اجمل خان، استاذ الکل فی الکل مولانا رسول خان ہزاروی، حضرت مولانا سرفراز خان صفدر، مفسر قرآن مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ اسی خطہ سے تعلق رکھنے والے ایک ممتاز فرد غازی عبدالقیوم شہید بھی تھے، جنہوں نے ۱۹۳۳ء میں گستاخ رسول نتھو رام کو واصل جہنم کیا تھا۔ ضلع ہزارہ میں جامعہ عربیہ سراج العلوم جبوڑی اور جامعہ سید احمد شہید ٹھاکرہ مانسہرہ مشہور ومقتدر دینی ادارے ہیں، ان دونوں اداروں کے بانی ومہتمم شیخ الحدیث مولانا سید غلام نبی شاہ صاحب مدظلہٗ علمی ودینی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ مقبولیت سے نوازا ہے۔ تقریباً نصف صدی سے قرآن وحدیث کی خدمت اور نشرواشاعت میں مصروف ہیں۔ مولانا سید غلام نبی شاہ حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ -گوجرانوالہ- کے شاگرد ہیں۔ مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہما اللہ کے تلمیذ رشید ہیں۔ ۱۹۲۲ء میں آپ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے ہیں۔ کچھ عرصہ آپ دارالعلوم دیوبند میں استاذ بھی رہے ہیں، جہاں شرح سلم العلوم، ہدایہ آخرین، قاضی مبارک وغیرہ کتب آپ کے زیرِ درس تھیں۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ آپ کے ممتاز تلامذہ میں مولانا سرفراز خان صفدر، مولانا عبیداللہ انور، مولانا قاضی عصمت اللہ اور مفتی محمد عیسیٰ گورمانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۴۰۵ھ-۱۹۸۵ء کو آپ کا وصال ہوا ہے۔ مولانا سید غلام نبی شاہ مدظلہٗ نے تفسیر شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۰ھ) سے پڑھی ہے، ملک بھر میں عموماً اور خیبر پختونخوا میں خصوصاً ان کے شاگردوں، عقیدت مندوں اور محبت رکھنے والوں کا ایک وسیع حلقہ ہے۔ پیرانہ سالی، ضعف اور علالت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ حافظے، مضبوط عزم وحوصلے سے نوازا ہے۔ اس عمر میں بھی باقاعدہ اپنے قدیم ادارے جامعہ سراج العلوم میں جمعہ کی خطابت وامامت کے فرائض بڑے ہی حوصلے وہمت کے ساتھ انجام دیتے ہیں، نیز جامعہ سید احمد شہید ٹھاکرہ مانسہرہ میں دورہ حدیث میں بخاری شریف آپ ہی کے زیرِ درس ہے۔ چند ایام قبل ان کی زیارت، ملاقات اور گفتگو کا موقع میسر ہوا، افادۂ عام کی غرض سے اسے ضبطِ تحریر میں لایا گیا ہے۔

حضرت سے مصافحہ ہوا، تعارف پوچھا، بندہ نے تعارف کروایا، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے نسبت کا ذکر کیا، بڑے ہی خوش ہوئے، ارشاد فرمایا: قرآن کریم کی آیت کریمہ: ’’مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا، اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ‘‘ کا ترجمہ کریں، بندہ نے ترجمہ کیا، ارشاد فرمایا کہ: اس آیت کریمہ میں ’’مَا‘‘ اسم شرط جازم ہے، اسی لیے اس

نے ’’نـنسـخ‘‘ کو جزم دیا ہے۔ ’’نـنسـخ‘‘ فعل مضارع مجزوم ہے، پھر قرآن کریم منگوا کر آیت کریمہ اور ما بعد کا ربط بیان فرمایا کہ اس آیت میں ایک دعویٰ کا ذکر ہے، اور اس دعویٰ کی پہلی دلیل ’’نَـاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَآ اَوْ مِثْلِھَا‘‘ ہے، کہ جس آیت کو ہم منسوخ کریں یا بھلا دیں اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری آیت نازل کرتے ہیں۔ دوسری دلیل ’’اَلَـمْ تَـعْـلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ‘‘ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں، لہٰذا نسخ پر اعتراض کا حق حاصل نہیں۔ تیسری دلیل ’’اَلَـمْ تَـعْـلَـمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ‘‘ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے پاس سارے اختیارات ہیں، آسمانوں اور زمین میں، لہٰذا اس کے فیصلے برحق ہیں۔ اور چوتھی دلیل ’’وَمَـا لَـکُـمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ‘‘ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے حمایتی اور مددگار ہیں، لہٰذا اس کا ہر فیصلہ بندوں کی بہتری کے لیے ہی ہے، لہٰذا نسخ پر اعتراض کرنا دانشمندی نہیں۔

پھر ارشاد فرمایا: جانتے ہو ’’ولی‘‘ اور ’’نصیر‘‘ میں کیا فرق ہے؟ ’’ولی‘‘ اس کو کہتے ہیں جو بالفعل مددگار ہو اور ’’نـصیر‘‘ وہ ہے جو بالقوۃ مددگار ہو۔ (چنانچہ تفسیر شعراوی میں ہے: ’’الـولـی هو من یوالیک ویحبک والنصیر هو الذی عنده القدرة علی أن ینصرک وقد یکون النصیر غیر الولی۔‘‘)

دورانِ گفتگو محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کا تذکرہ آیا، حضرت شاہ صاحب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیل رواں جاری ہوگیا، کافی دیر سوچتے رہے، پھر محو گفتگو ہوئے۔ بندہ نے بینات کی اشاعتِ خاص بیاد: ’’محدث العصر حضرت بنوریؒ‘‘ پیش کی، بڑے خوش ہوئے، فرمایا: حضرت بنوری رحمہ اللہ کیا ہی عظیم انسان تھے، اس کے ساتھ ہی ’’دورِ حاضر کے فتنے اور ان کا علاج‘‘ بھی بندہ نے خدمت میں پیش کی، اسے کھولا اور اس میں فتنۂ تصویر کا عنوان سامنے نظر آیا، ارشاد فرمایا: یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ بندہ نے دریافت کیا: آپ حضرات اور آپ کے ادارے جامعہ سراج العلوم اور جامعہ سید احمد شہید کی ڈیجیٹل تصویر کے بارے میں کیا رائے اور مؤقف ہے؟ ارشاد فرمایا: ’’حرام ہے، ناجائز ہے، بالکل اجازت نہیں۔‘‘ نیز فرمانے لگے: ’’دو دن قبل ہی ایک جنازے کے لیے میں کہیں گیا، وہاں لوگوں نے ہاتھوں میں کیمرے والے موبائل پکڑے ہوئے تھے، تصویریں بنا رہے تھے، مجھے سخت تکلیف ہوئی اور میں نے ناراضگی کا اظہار کیا، افسوس ہے کہ ایسے عبرت کے مواقع پر بھی لوگ اس سے باز نہیں آتے۔‘‘ بندہ نے حضرت بنوریؒ کا واقعہ ذکر کرنا چاہا کہ حضرت بنوریؒ نے مصر کے صدر جمال عبدالناصر کے ساتھ تصویر کھنچوانے سے انکار کر دیا تھا، حضرت شاہ صاحب مدظلہٗ کو وہ واقعہ اچھی طرح از بر تھا، فوراً اس واقعہ کی تفصیل انہوں نے خود بیان فرمائی۔

محدث العصر حضرت بنوری رحمہ اللہ کا مؤقف تصویر سے متعلق نہایت صاف شفاف اور واضح ہے۔ کسی زمانے میں اسلام کی جانب منسوب کر کے فلمیں بنائی جا رہی تھیں اور یہ باور کرایا جا رہا تھا کہ ان فلموں سے اسلام کی اشاعت وتبلیغ ہوگی، ان فلموں میں ’’فجر اسلام‘‘ بھی شامل تھی، حضرت بنوریؒ نے اس فتنے کی تردید میں مفصل اداریہ لکھا، جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:

''ہم اربابِ اقتدار کی خدمت میں عرض کریں گے کہ اس قوم پر رحم فرمائیں اور اس فلم ''فجرِ اسلام'' کی نمائش پر پابندی عائد کریں اور تمام مسلمانوں سے اپیل کریں گے کہ وہ نہ صرف اس فلم کا بائیکاٹ کریں، بلکہ ہر ممکن طریقہ سے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں، خصوصاً تمام علماء کرام، ائمہ، خطباء اور دیگر راہنماؤں کو اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔ ایک حرام چیز کو اگر سارا جہاں بھی حلال کہہ دے اور اس کے جائز ہونے کے چاروں طرف سے فتوے صادر ہونے لگیں، تب بھی وہ چیز حلال اور جائز نہیں ہو جاتی، اس قسم کی صریح حرام چیزوں کو جائز کرنے کا انجامِ بد کچھ تو مسلمانوں کے سامنے آچکا ہے اور کچھ کسر باقی ہے، وہ آئندہ پوری ہو جائے گی۔ ولا فعل اللہ ذلک۔'' (بصائر وعبر، جلد اول، ص:۲۸۳، ط: بینات)

محدث العصر حضرت بنوری رحمہ اللہ کی حیاتِ مبارکہ میں ایک تقریب میں بعض لوگوں نے آپ کی لاعلمی میں تصویر کھینچی اور اگلے دن اخبارات میں جاری کر دی، آپ کو علم ہوا تو سخت غم وغصہ کا اظہار فرمایا، اس سے سختی سے برأت کا اعلان کیا، اور بینات کے اداریے میں اس سے متعلق وضاحت لکھی:

''میرا مسلک یہی ہے کہ فوٹو بلا ان خاص ضرورتوں کے ناجائز اور حرام ہے، اگر میری بے خبری میں چالاکی سے کسی نے فوٹو لے لیا تو اس کا گناہ اس کی گردن پر ہے، اگرچہ اس ملعون فن سے اسلامی معاشرہ میں نفرت عام نہیں رہی، ناواقف عوام اسے معمولی اور ہلکی چیز سمجھنے لگے ہیں اور کچھ لوگ تو اس کے جواز کے لیے بھی حیلے بہانے تراشنے لگے ہیں، لیکن کون نہیں جانتا کہ کسی معصیت کے عام ہونے یا عوام میں رائج ہونے سے وہ معصیت ختم نہیں ہو جاتی۔'' (بصائر وعبر، ص:۲۶۳، ۲۶۵)

مذکورہ بالا واقعات کے ذکر کرنے کا مقصد یہی تھا کہ موجودہ دور میں تصویر کی جو وبا پھیل چکی ہے، اس بارے میں اکابر کا مؤقف سامنے رکھا جائے اور اسی پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جائے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت شاہ صاحب مدظلہٗ نے اپنی تپائی سے ایک کتاب نکالی جس کا نام ''گلدستہ'' تھا، جو انہوں نے اکابر کے ملفوظات جمع کر کے مرتب کی ہے، اس کتاب میں تصویر سے متعلق مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ اور علمائے مصر کا ایک مکالمہ درج تھا، دو صفحات پر مشتمل یہ پورا مکالمہ بھی حضرت شاہ صاحب مدظلہٗ نے سابقہ واقعات کی طرح بڑے شوق وذوق کے ساتھ بندے کو خود پڑھ کر سنایا، یہ مکالمہ بھی افادۂ عام کے لیے یہاں درج کیا جا رہا ہے:

''تصویر کے مسئلہ میں علمائے ہند سے ایک دلچسپ گفتگو

۱۷/ اکتوبر ۱۹۳۸ھ قاہرہ میں فلسطینیوں کے حقوق کے سلسلہ میں کانفرنس منعقد ہوئی تھی، جس میں شرکت کے لیے جمعیت علمائے ہند کا ایک وفد بھی گیا ہوا تھا، اس وفد کے سربراہ حضرت مولانا مفتی

کفایت اللہ دہلویؒ تھے، حضرت مولانا عبدالحق مدنیؒ اور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ رکن تھے، اس وفد کا استقبال اور وداع دونوں شاندار اور یادگا تھے، واپسی کے وقت مصر کے علماء اور عمائدین نے حضرت مفتی صاحبؒ سے تصویر لینے کی خواہش کی، آپ نے انکار کیا، حضرت مولانا عبدالحق مدنیؒ کے بیان کے مطابق جواُن حضرات کی آپس میں گفتگو ہوئی، اس کے الفاظ یہ تھے:

علمائے مصر: ’’**التصویر الممنوع ھو الذی یکون بصنع الانسان ومعالجۃ الایدی وھذا لیس کذالک انما ھو عکس الصورۃ**۔‘‘ یعنی ’’ممانعت تو صرف اس تصویر کی ہے جو انسان کے عمل اور ہاتھوں کی کاریگری سے ہو، اور فوٹو میں کچھ نہیں کرنا پڑتا یہ تو صورت کا عکس ہوتا ہے۔‘‘

حضرت مفتی صاحب: ’’**کیف ینتقل ھذا العکس من الزجاجۃ الی الورق**‘‘ یعنی ’’مفتی صاحب نے کہا کہ یہ عکس کیمرہ لینس سے کاغذ پر کس طرح منتقل ہوتا ہے؟‘‘

علمائے مصر: ’’**بعد عمل کثیرٍ**‘‘ یعنی: ’’بہت کچھ کاری گری کرنی پڑتی ہے۔‘‘

پھر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ: ’’**أیّ فرق بین معالجۃ الأیدی وصنع الإنسان والعمل الکثیر**‘‘ یعنی ’’انسان کی کاری گری اور انسان کے عمل اور بہت کچھ کاریگری میں کیا فرق ہے؟‘‘

علماءِ مصر نے جواب دیا کہ: ’’**فھما شیء واحد**‘‘ کہ کوئی فرق نہیں، صرف الفاظ کا اختلاف ہے، مفہوم ایک ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ: ’’**إذاً حُکمھما واحد**‘‘، لہٰذا حکم بھی دونوں کا ایک ہی ہوگا۔ کیمرہ اور ہاتھ کی تصویر میں فرق نہیں کرنا چاہیے، کیمرہ میں بھی ہاتھ کے عمل کو دخل ہے۔

علمائے مصر حضرت مفتی صاحب کی بیدار ذہنی، حاضر جوابی اور صحت جواب سے بے حد متاثر ہوئے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔‘‘ (گلدستہ، مرتب مولانا سید غلام نبی شاہ، بحوالہ بیس بڑے مسلمان، مرتبہ: مولانا عبدالرشید ارشد - مفتی اعظم نمبر، سفر مصر کے چند مشاہدات، ص: ۵۹، ۶۰، ط: القاسم اکیڈمی)

مروجہ اسلامی بینکاری سے متعلق سوال پر ارشاد فرمایا: ’’سود ہے، گند ہے، ہرگز جائز نہیں۔‘‘

الغرض جتنا وقت حضرت کی خدمت میں گزرا بلا مبالغہ اس کی ایک ایک گھڑی قیمتی اور ایمانی جذبے میں تقویت کا باعث تھی، بندہ کو اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشادِ گرامی یاد آیا جس میں فرمایا گیا ہے کہ: اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جنہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد آجائے، چنانچہ مسند احمد بن حنبل میں ہے:

> ترجمہ: ’’حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے، اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں، تاکہ وہ دوستوں کے درمیان جدائی ڈال دیں، اور پاکیزہ لوگوں کے دامن پر فساد اور خرابی کے چھینٹے ڈالیں۔‘‘ (ج:۴، ص:۲۲۷، ط: مؤسسۃ قرطبۃ القاہرۃ)

جب بندہ نے اجازت چاہی تو فرمایا کہ: کراچی پہنچ کر جب جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری

ٹاؤن جانا ہو تو حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم کو میرا نیاز مندانہ سلام عرض کرنا اور دعا کی درخواست کرنا۔ ساتھ ہی ارشاد فرمایا: حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہٗ کے پاس جاتے ہی فوراً سلام مت پہنچانا، بلکہ پہلے دو زانوں ہو کر اُن کے سامنے مؤدبانہ انداز میں بیٹھنا اور پھر میرا سلام پہنچانا۔ اس سے ان بزرگوں کے باہمی ادب واحترام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بندہ نے جامعہ پہنچ کر حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہٗ کی خدمت میں حضرت شاہ صاحب کا نیاز مندانہ سلام اور دعا کی درخواست پیش کی، حضرت ڈاکٹر صاحب نے جواب دینے کے ساتھ فرمایا: بھائی! ہم خود دعاؤں کے محتاج ہیں:

از خدا جوئیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضلِ رب

ترجمہ: ''ہم اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق کی دعا کرتے ہیں، کیونکہ بے ادب حق تعالیٰ کی توفیق سے محروم رہتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر واسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....